پیدا کرنا بہت بُری عادت ہے''۔ اس میں شک نہیں کہ گناہوں کے ان ناموں کو اپنانے سے مالکِ حقیقی کا غضب بھڑک اُٹھتا ہے، جس کے نتیجے میں جہنّم کا گڑھا گناہ گاروں کا ٹھکانا ہوتا ہے۔ جہاں ذلت ورسوائی اس کا مقدر بنتی ہے۔

● **حکمت اور دانش سے محرومی:** گناہ اور معصیت کی ایک سزا یہ بھی ملتی ہے کہ اس کی وجہ سے فرد صحیح حکمت اور حقیقی دانش سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنی بنیادی ضرورتوں میں، اور ترجیحات میں توازن کو کھو دیتا ہے حالانکہ دنیا اور آخرت میں کس چیز سے نفع ہوسکتا ہے اور کس چیز سے نقصان، اس سے واقفیت کی ضرورت ہر کسی کو ہوتی ہے۔ اس لیے اسلام میں سب سے زیادہ ہوش مند وہ ہوتا ہے جسے اپنے نفس اور قوتِ ارادی پر کامل کنٹرول ہوتا ہے۔ وہ مفید کاموں سے منسلک اور مضر کاموں سے بچتا ہے۔ اگرچہ بلند حوصلگی، مقام ہمت اور مرتبے کے لحاظ سے مختلف لوگوں میں فرق موجود ہوتا ہے۔ لیکن ہوش منداور ماہر اُسے ہی سمجھا جاتا ہے جو نیک بختی اور بدبختی کی درمیانی صورتوں کو سمجھتا ہے اور ان کے اثرات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر معصیت کا ارتکاب ہو تو انسان کی طرف سے اللہ کی نعمت کی بے قدری اور خیانت سمجھی جائے گی، چنانچہ گناہوں کی بہتات سے انسان کمال، عمل اور آگاہی کے عمل کو روک دیا جاتا ہے جس میں دنیا اور آخرت کا مفاد مضمر ہے۔ اس حالت میں، اس کے بعد اس کا دل، اس کی خواہشات، اس کے اعضا و جوارح سب اس کو دھوکا دیتے ہیں اور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو شمشیر بکف ہو، لیکن اس کی تلوار کی دھار کُند ہو یا نیام میں بُری طرح پھنس کر رہ گئی ہو۔ جب بھی اس کو نکالنے کی کوشش کرتا ہو تو اس میں اُلجھ کر رہ جاتا ہو۔ ظاہر ہے ایسی صورت حال میں دشمن بڑھ کر اس پر حملہ کر دے گا اور اس کا کام تمام کر دے گا۔ اس طرح دل پر جب گناہوں کی کثرت کی وجہ سے داغ ہوں تو دل بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس حال میں اگر دشمن اس پر حملہ کر دے، تو اس کا منہ توڑ جواب دینے کی اس کے اندر سکت نہیں رہتی۔

اس سے زیادہ بدترین تلخ اور بھیانک حقیقت یہ ہے کہ جب اس کا آخری وقت آتا ہے اور مالکِ حقیقی سے ملاقات ناگزیر ہو جاتی ہے، تو اس گھڑی، اس کی زبان اور دل ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور مرتے ہوئے کلمۂ شہادت نصیب نہیں ہوتا۔ چنانچہ بسترِ مرگ پر ایڑیاں رگڑنے والے

بہتوں کو لوگوں نے دیکھا ہے کہ آس پاس بیٹھنے والوں نے جب انھیں کلمے کی تلقین کرنی چاہی اور لاالٰہ الا اللہ پڑھانا چاہا تو وہ پہلا کلمہ نہیں پڑھ پاتے۔ پس کوئی شخص خاتمہ بالخیر کی آرزو نہیں کرسکتا جس کا دل پراگندا ہو، جو اللہ سے کوسوں دُور جا پڑا ہو، اور اُس کی یاد سے غافل ہو، خواہشاتِ نفس کا غلام ہو، شہوت کے ہاتھوں بے بس ہو۔ اللہ کی یاد آئے تو اس کی زبان کانٹا بن جائے اور عبادت اور بندگی کا وقت آئے تو ہاتھ پاؤں ٹھٹھر کر اس کے قابو میں نہ رہیں۔

پس گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس سے بچنا اور دُور رہنا سب کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا ہی تقویٰ ہے۔ نیز گناہ اور معصیت حد درجہ مضر چیز ہے، البتہ مضر اور بُرے اثرات کے درجے الگ الگ ہیں۔ یوں بھی دنیا اور آخرت میں پھیلی ہوئی ہر بُرائی اور بگاڑ کی تہہ میں گناہ اور معصیت کے بُرے اثرات ہی کارفرما ہوتے ہیں۔ (ماخوذ: الفوائد، ابن قیم)

بہترین کتب

ڈاکٹر محمود احمد غازی

محاضرات قرآنی	400/-
محاضرات سیرت	600/-
محاضرات حدیث	500/-
محاضرات فقہ	500/-
محاضرات شریعت	500/-
محاضرات معیشت و تجارت	500/-

رائے خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ

فلسفہ سائنس اور قرآن	350/-
سیرت کا ایک معطر جھونکا	200/-
آب زم زم (یحییٰ ہمزہ کوشک)	150/-
اسلام میں عبادت کا حقیقی مفہوم	220/-
میری آخری سانس	60/-
فقہ السنہ (محمد عاصم الحداد)	450/-
سفرنامہ ارض القرآن (رنگین)	600/-
بیت اللہ کعبہ شریف (نسیم احمد بن حاجی کرم الدین) (قدیم حرم شریف کی عہد بہ عہد توسیع اور تعمیر) (20X30 سائز، آرٹ پیپر، رنگین)	2500/-
حجاز ریلوے عثمانی ترک اور شریف مکہ	250/-

نعیم صدیقیؒ

محسن انسانیت ﷺ	480/-
سید انسانیت ﷺ	150/-
رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ	210/-
نور کی ندیاں رواں (نعتیہ کلام)	600/-
تحریکی شعور	220/-
افشاں (نظموں کا مجموعہ)	125/-
شعلہ خیال بہ اضافہ شعاع روزن	75/-
اقبال کا شعلہ نوا	120/-
شعاع جمال (غزلیں)	130/-
عورت معرض کشمکش میں	250/-
معرکہ دین و سیاست	80/-
انوار و آثار	90/-
تعلیم کا تہذیبی نظریہ	500/-
ٹھنڈی آگ (افسانے)	200/-
تعمیر سیرت کے لوازم	21/-
اپنی اصلاح آپ	21/-
بیمہ زندگی	18/-

الفیصل ناشران و تاجران کتب

Gazni Street Urdu Bazar, Lahore
Phone. 37230777 -37231387
www.alfaisalpublisher.com.pk
E-mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

ہسپتال: شکر و عبرت کا مقام

ڈاکٹر سمیر یونس/ ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی

میں اپنے ایک دوست کے والد کی بیمار پُرسی کے لیے ہسپتال گیا۔ مریض کی عمر ۶۰ برس سے زائد تھی۔ اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا، خون کی کمی تھی اور پورا جسم اس بات کا ثبوت تھا کہ مریض کی تکلیف شدید ہے اور بیماری انتہائی دردناک۔ چنانچہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اسے صبر و ثابت قدمی دے، ایمان و عافیت اور شفا دے۔ پھر میں نے پوچھا: حاجی صاحب، آپ کیسے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: بیٹا، الحمدللہ! مجھے بہت نعمتیں ملی ہیں۔ اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ان نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق دے۔ مریض نے جب یہ جواب دیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور رضا جھلک رہی تھی۔ میں نے پوچھا: آپ کب سے یہاں ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میرے بیٹے، ایک ماہ سے۔ میں نے مریض کے کمرے سے باہر نکل کر اپنے دوست سے پوچھا: آپ کے والد کو کیا کیا تکالیف ہیں؟ دوست نے مجھے اپنے والد کی تمام بیماریاں گن کر بتائیں تو میں سوچنے لگا کہ اگر یہ بیماری کسی اُونٹ کو لگ جائے تو وہ بھی اسے برداشت نہ کر سکے۔

میں عیادت کر کے باہر آیا تو مجھے محسوس ہوا کہ مجھ پر میرے رب کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ مجھے اپنی اس شدید کوتاہی کے احساس نے بے تاب کر دیا جو میں نے ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کی تھی۔ یہ آدمی کئی تکلیفوں میں مبتلا تھا۔ اس کے باوجود سچّی رضا کے ساتھ اپنے پروردگار کا شکر ادا کر رہا تھا۔ اب مجھے احساس ہوا کہ اپنے ایمان کو بڑھانے کے لیے مجھے مزید عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں نے یہ طے کیا کہ میں مریضوں کی عیادت کے لیے اس ہسپتال میں گھوموں گا تاکہ عبرت و نصیحت حاصل کر کے اپنے ایمان میں اضافہ کروں اور اپنے جذبۂ ہمدردی و غم خواری کو بڑھاؤں۔

میں ایک اور مریض سے ملا، بیماری نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔ میں نے پہلے تو مریض کی صحت یابی کے لیے دعا کی، پھر اس کے تیماردار سے پوچھا کہ مریض کو کیا بیماری درپیش ہے؟ اس نے بتایا کہ اس کی آنتوں میں بندش ہے۔ مریض چونکہ ۷۰ برس سے تجاوز کر چکا ہے نیز اسے ایسی بیماریاں بھی لاحق ہیں کہ آپریشن اس کے لیے خطرناک ہے۔ اس لیے ڈاکٹروں نے کوشش کی کہ آپریشن کے بغیر ہی وہ تندرست ہو جائے مگر بالآخر وہ آپریشن کرنے پر مجبور ہو گئے۔

میں تیسرے مریض کے پاس سے گزرا، اس کے دونوں ہاتھ اور پنڈلیاں شَل ہو چکی تھیں۔ وہ قضاے حاجت کے لیے واش روم جانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے خدمت گزاروں سے مدد طلب کی۔ سب نے اُسے اُٹھا کر کرسی پر رکھا، پھر اس کی بیوی اسے لیے واش روم میں چلی گئی۔ میں نے اسے دیکھا تو رو پڑا، اس کے لیے دعا کی اور اپنی اس کوتاہی پر نادم ہوا کہ جو میں نے اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کی۔ میں کافی دیر تک سوچتا رہا کہ اس آدمی کو ہر بار قضاے حاجت کے وقت، یا وضو و غسل کرنے کے لیے کس قدر زحمت اُٹھانا پڑتی ہے۔ پھر میں نے اس نعمت پر غور کیا جو ہاتھوں اور پنڈلیوں کی صورت میں مجھے میسر ہے۔ ہاتھ پاؤں کی قدر و قیمت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب انسان ان سے محروم ہو جائے یا ان کے نہ ہونے کا تصور کرے۔

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ وہ ایک ایسے مریض سے ملا جو مکمل طور پر اپاہج تھا اور صرف اپنے سر کو ہلا سکتا تھا۔ جب اِس نے اُسے دیکھا تو بہت ترس آیا، پوچھا: آپ کی تمنا کیا ہے؟ وہ بولا: میری عمر ۵۰ برس سے زیادہ ہو چکی ہے۔ میں گذشتہ پانچ برسوں سے بستر علالت پر ہوں۔ میری تمنا یہ نہیں ہے کہ میں چلوں پھروں، اپنے بچوں کو دیکھوں اور عام انسانوں کی طرح زندگی گزاروں۔ میری صرف یہ تمنا ہے کہ میں اس قابل ہو جاؤں کہ اللہ کے حضور رکوع و سجود کر سکوں۔

ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے کہ میں انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں ایک مریض کے پاس پہنچا جو بہت زیادہ بوڑھا تھا۔ مریض کے چہرے پر نُور پھیلا ہوا تھا۔ اس کے دل کا آپریشن ہوا تھا۔ اس دوران خون بہنے کی وجہ سے دماغ کے کچھ حصوں میں خون رُک گیا تھا، لہٰذا مریض مکمل طور پر بے ہوش ہو گیا۔ اسے مصنوعی تنفس سے سانس دیا جا رہا تھا۔ مریض کے بیٹے سے میں نے پوچھا کہ اس کے والد کا پیشہ کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ وہ ایک مسجد میں مؤذن تھے۔ میں مریض کے نزدیک ہوا، اس کے